اسلامی بینکاری: فلسفہ و عمل (تجزیاتی مطالعہ)

Islamic Banking: Philosophy and Practice

Dr.Hafiz Rao Farhan Ali
Lecturer, Department of Islamic Studies NUML Islamabad
Farhanaro9526@gmail.com

Dr. Muhammad Zulqarnain
Ex Principal, Ghazali Education System Wah Cantt.
Zulqarnain4386@gmail.com

ABSTRACT

Economic activities are an important part of human life. Most of human life is spent in fulfilling them. At present, banks are part of economic activities where large scale transactions take place. But the problem is that these activities are based on interest and Islam strictly forbids it. Scholars have been looking for a solution for a long time. Today, Islamic banking is a result of these efforts. What is Islamic banking, how did it develop, what is the philosophy behind it, and how does it differ from traditional banking on a practical basis? Article is attempted to address these questions. The researcher has come to the conclusion that Islamic banking is incomparable in terms of ideological foundations and philosophy of Islamic economics. It has much positivity in the practical field and needs improvement in many places. Researchers suggest that Islamic bankers should take steps to bring Islamic banking closer to philosophy of Islamic economics.

Key Words: Economic activities, Interest, Islamic banking.

اسلامی بینکاری ایک عمومی اصطلاح ہے جس میں بینکاری کی تمام خدمات اور فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں لیکن سود، غرر، قمار و میسر اور دیگر غیر اخلاقی طریقوں سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحمن یسری اسلامی بینک کی درج ذیل تعریف کرتے ہیں:

المصرف الإسلامی بأنه مؤسسة مصرفية تلتزم فی جميع معاملا تها ونشاطها الإستثماری وإدارتها لجميع أعمالها باالشريعة الإسلامية ومقاصدها وكذلك بأهداف المجتمع الإسلامی داخليا وخارجيا (1)

ترجمہ: اسلامی بینک ایسا ادارہ ہے جس کے تمام معاملات، کاروباری سرگرمیاں اور مقاصد شریعت اسلامیہ کے تابع ہوتے ہیں۔

اسلامی بینکاری کی ضرورت واہمیت:

دورحاضر میں بینکوں کی حیثیت ان شریانوں کی سی ہے جو جسم کے مختلف اعضاء کو ضرورت کے مطابق خون فراہم کرتی ہیں۔ اگر خون کی طلب ورسد میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ہر انسانی آبادی میں کچھ افراد سرمائے کی قلت کا شکار ہوتے ہیں تو کچھ کے پاس سرمائے کی فراوانی ہوتی ہے۔ یہی وافر سرمایہ رکھنے والے لوگ صنعتیں اور کارخانہ جات قائم کرتے ہیں جنہیں مزید سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرمائے کی یہ ضرورت بینکوں کے ذریعے پوری ہوتی ہے جو کم سرمایہ رکھنے والے افراد سے بچتیں وصول کرتے ہیں اور صنعت کاروں کو فراہم کرتے ہیں۔ منور اور جارہی نے بڑے عمدہ انداز میں اس عمل کو یوں بیان کیا ہے۔

Financial intermediaries remove the size mismatch by collecting the small savings and packing them to suit the needs of entrepreneurs. It is often considered that small savers are risk averse and prefer safer placement whereas entrepreneurs deploy fund in risky projects. Furthermore, small savers cannot efficiently gather information about opportunities to place their funds financial intermediaries are in much better position to collect such information, which is crucial for making a success placement of funds.(2)

ترجمہ: مالی وساطتی ادارے عدم مطابقت کو ختم کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی رقمیں اکٹھی کر کے ضرورت مند آجروں کو دیتے ہیں جنہیں بڑی رقوم درکار ہوتی ہیں۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے بچت

کنندگان خطرے سے گریز کرتے ہیں اور محفوظ سرمایہ کاری کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ آجر پر خطر منصوبوں میں سرمایہ لگاتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے بچت کنندگان کے پاس اتنی معلومات نہیں ہوتیں کہ وہ اپنی رقوم کو سرمایہ کاری میں لگا سکیں۔ مالی وساطتی ادارے اس طور پر بہتر پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ وہ معلومات حاصل کر سکیں۔ جو کامیاب سرمایہ کاری کی ضمانت ہوتی ہیں۔

درج بالا اقتباس کی روشنی میں بینکاری کی افادیت واضح ہوتی ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ دوسرے یہ کہ بینکاری کا جدید نظام جس طرح سے ترقی کر چکا ہے اور عوام الناس کی زندگی جس طرح اس سے وابستہ ہو چکی ہے، ان حالات میں یہ کہنا کہ اسلامی مالیاتی نظام، بینکاری کے بغیر ہونا چاہیے، ایک ناممکن سی بات ہے۔ جدید دور کی صورت اس بات کی متقاضی ہے کہ بینکاری کا نظام بہ ہر صورت ہونا چاہیے ورگرنہ زندگی منجمد ہو کر رہ جائے گی لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ نظام استحصالی نہ ہو بلکہ وحی خداوندی کے تابع ہو جس میں عدل وانصاف کے ساتھ انسانیت کی بھلائی ہے۔

دورجدید میں اسلامی بینکاری کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟ ذیل میں اس حوالے سے مختصر بحث کی جاتی ہے۔

اسلامی بینکاری کی ابتدا:

اٹھارویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد سودی نظام بینکاری میں خاطر خواہ ترقی ہوئی بڑے بڑے بینک معرض وجود میں آئے اور سرمایہ اکٹھا کرنے کے نت نئے طریقے دریافت ہوئے لیکن علماء کی اکثریت نے ہمیشہ اس نظام بینکاری کو مسترد کیا اس لئے کہ یہ سود پر مبنی تھا البتہ اس کے متبادل نظام پر غور کرنا شروع کر دیا۔ عوام کا ایک بڑا طبقہ جو اسلامی تعلیمات سے لگاؤ رکھتا تھا کل بھی سودی بینکاری سے دور تھا، آج بھی دور ہے لیکن تاجروں، کارخانہ داروں اور وہ لوگ جن کے پاس فاضل سرمایہ ہوتا ان کو تو بینک کی شدید ضرورت پیش آتی تھی لہذا مسلمان معیشت دانوں اور بینکاروں نے سودی بینکاری کے متبادل نظام کے لئے کوششیں تیز کر دیں۔

فلپ مولینکس (Plilip Molyneux) اور منور اقبال کے مطابق اسلامی بینکاری کا پہلا تجربہ مصر میں کیا گیا۔ جہاں 1963ء میں بینک مٹ گھمر (Bank Mit-Ghamr) کا قیام عمل میں آیا۔ شروع شروع میں جو فرائض اس بینک نے سرانجام دیئے وہ یہ تھے کہ دیہی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی چھوٹی چھوٹی رقوم بچت کھاتوں (Saving Accounts) میں جمع کرواتے لیکن ان پر سود ادا نہ کیا جاتا تھا تاہم انہیں پیداواری مقاصد کے لئے بلا سود قرضہ حاصل کرنے کی سہولت میسر تھی۔ وہ جس وقت چاہتے اپنی رقوم بینک سے نکلوا بھی سکتے تھے۔ بعد میں نفع نقصان کی شراکت پر مبنی

کھاتے(PLS Accounts)[3] بھی متعارف کروائے گئے جن میں لوگوں کی رقوم اس بنیاد پر سرمایہ کاری میں لگائی جاتیں کہ وہ نفع کے ساتھ نقصان بھی برداشت کریں گے۔[4]

مولینکس اور منور اقبال کی تحقیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بینک مٹ گھمر(Bank Mit-Ghamr) کا زیادہ کردار زراعت کے سلسلے میں تھا جہاں کاشتکاروں کو زرعی قرضے فراہم کئے جاتے تھے گویا یہ وہی طبقہ کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی ایک بہترین کوشش تھی جس کا دائرہ کار شریعت کے احکامات تھے۔

پہلا اسلامی بینک جس کے قیام میں حکومت نے بذات خود دلچسپی لی وہ نصیر سوشل بینک (Naseer Social Bank) تھا۔ جو 1971ء میں مصر میں قائم ہوا۔ اس بینک نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز غریب و محتاج لوگوں کو غیر سودی قرضہ جات، طلباء کو وظائف اور چھوٹے منصوبوں میں نفع و نقصان کی شراکت پر سرمائے کی فراہمی سے کیا۔ اس بینک کے قیام میں چونکہ حکومتی دلچسپی شامل تھی لہذا اس عمل نے ان تاجروں کو بہت متاثر کیا جو کہ فاضل سرمایہ رکھتے تھے۔ چنانچہ انہیں تاجروں کی کوشش سے 1975ء میں دبئی اسلامک بینک کا قیام ایک پرائیویٹ بینک کے طور پر عمل میں آیا تاہم اسے حکومت کی تائید اور حمایت بھی حاصل رہی وہ اس طرح کہ دبئی اسلامک بینک کے کل سرمایہ کا بیس فیصد متحدہ عرب امارات اور دس فیصد کویت حکومت نے ادا کیا۔[5]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق غیر سودی بینکاری کا آغاز ساٹھ کی دہائی میں ہوا اور تین بینکوں نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا جن میں ایک تبونگ حاجی (Tabunq Haji) ملائشیا میں دوسرا بینک مٹ گھمر (Bank Mit-Ghamr) مصر اور تیسرا غیر سودی بینک کراچی میں تھا۔[6]

مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کے مطابق کراچی میں بلاسود بینکاری کا آغاز احمد ارشاد نے کیا جو کہ جدید تعلیم یافتہ بینکار تھے۔[7]

احمد ارشاد صاحب نے جس ادارے کی بنیاد رکھی اس کا نام "دی کو آپریٹو انویسٹمنٹ اینڈ فائنانس کارپوریشن لمیٹڈ" تھا۔ علامہ یوسف بنوریؒ نے ان کی بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی اور عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ اپنے چلت کھاتوں (Current Accounts) سے رقوم نکلوا کر اس کارپوریشن میں جمع کروائیں۔[8]

ستر کی دہائی میں اسلامی بینکاری پر اہم پیش رفت ہوئی، سعودی عرب کے شہر جدہ میں اسلامی ممالک کے وزرائے خزانہ کی کانفرنس 1973ء میں منعقد ہوئی جس میں اسلامی ترقیاتی بینک (IDB) کے قیام کا اعلامیہ پاس کیا گیا جس پر او۔ آئی۔ سی (OIC) کے تیئس ممبران کے دستخط تھے۔[9]

اگست 1974ء میں دوبارہ وزراء کی میٹنگ ہوئی اور ضروری امور طے کر لئے گئے۔ بینک کا افتتاح جولائی 1975ء میں ہوا، جبکہ باقاعدہ سرگرمیوں کا آغاز بیس اکتوبر 1975ء سے کیا گیا۔[10]

اسلامی بینکاری کی بنیادیں:

اسلامی بینکاری کی بنیاد شریعت کے احکامات پر ہے ان احکامات میں تجارتی معاملات میں اخلاقیات، متعدد قسم کے لین دین کی ممنوعات اور تجارت وکاروبار کے قواعد وضوابط شامل ہیں۔ شریعت کے ان احکامات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ ہر کلمہ گو کا ایمان ہے کہ اسے ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے تمام اعمال کا جواب دینا ہے۔ اچھے اعمال کا صلہ جنت جبکہ برے اعمال کی سزا دوزخ ہے۔ یہی وہ بنیادی عنصر ہے جو اسلامی مالیاتی نظام کو دوسرے نظاموں سے جدا کرتا ہے۔

اسلامی مالیاتی نظام اس سوچ کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کہ روزمرہ کے تجارتی وکاروباری معاملات اس کے لئے نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیابی کا زینہ بن سکیں لہذا ایمانداری، سودے کی شفافیت، وعدے کی پاسداری، نرم خوئی، منصفانہ نرخ اور باہمی تعاون وتناصر جیسی اخلاقیات اسلامی طریقہ تجارت کی جزو لازم ہیں۔ ذیل میں انہیں سے مختصراً بحث کی جائے گی۔

ایمانداری:

مذہب اسلام نے ہر معاملے میں سچائی اور ایمانداری کی تلقین کی ہے۔ مالی معاملات میں تو اس کا لحاظ اور بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اس میں حقوق العباد کا پہلو نمایاں ہوتا ہے جس کے بارے میں شریعت کی تعلیمات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو تو معاف کر دیتا ہے، لیکن وہ حقوق جن کا تعلق انسانوں سے ہو اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک حق دار انہیں خود نہ معاف کر دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

«مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ»(11)

ترجمہ: جس شخص نے عیب والی چیز کسی کے ہاتھ فروخت کی اور خریدار کو وہ عیب نہیں بتایا تو اس پر ہمیشہ کا عذاب رہے گا۔ فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

اس حدیث کی رو سے فروخت کنندہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ چیز میں اگر کوئی خرابی موجود ہے تو وہ خریدار کو اس سے آگاہ کرے۔ اگر وہ آگاہ نہیں کرتا اور خریدار انجانے میں چیز خرید لیتا ہے تو اسے پورا پورا حق حاصل ہے کہ جیسے ہی چیز میں خرابی ظاہر ہو وہ معاہدے کو منسوخ کر دے۔ (12)

معاہدے کی پاسداری:

کاروباری معاملات میں فریقین کے مابین حقوق وفرائض کا تعین ہوتا ہے اور معاہدے عمل میں آتے ہیں اسلام نہ صرف معاہدوں بلکہ یکطرفہ وعدوں کو بھی پورا کرنے کا حکم دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (13)

ترجمہ: اور تم وعدوں کو پورا کرو، بے شک وعدہ کے بارے میں پوچھ گوچھ ہوگی۔

اسلامی بینکاری میں اجارہ، مرابحہ، سلم، اور استصناع میں وعدے کا تصور زیر بحث آتا ہے۔ جس شخص سے وعدہ کیا گیا لیکن وعدہ پورا نہ ہوا تو متاثر فریق کو خلاف ورزی کی بناء پر ہرجانہ وصول کرنے کا پورا پورا حق ہے (14)۔(لیکن فقہی حوالے سے مرابحہ اعتراض کی زد میں بھی ہے۔ مثال کے طور پر مرابحہ کا کثیر پیمانے پر استعمال، گاہک کو ہی خریداری کے لئے وکیل مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ،اس حوالے سے اصلاح کی بھی ضرورت ہے کہ بینک خود اثاثہ جات خریدے اور پھر گاہک کو فروخت کرے۔)

اسی طرح اگر کسی شخص نے کوئی چیز بنونے کے لئے آرڈر دیا چیز تیار بھی ہوگئی لیکن جب اس کا قبضہ ملا تو خریدار نے اسے طے کردہ شرائط اور خصوصیات کے مطابق نہ پایا تو تو اب بھی اسے معاہدہ منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔ هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية کے استصناع اسٹینڈرڈ کی درج ذیل عبارت اس سلسلے میں ملاحظہ ہو:

> If the subject matter does not confirm to the specification agreed upon, the customer has the option to accept or to refuse the subject matter. (15)

ترجمہ: اگر مطلوبہ چیز ان خصوصیات کے حامل نہ ہو جو (عقد میں) طے پائی تھیں تو گاہک کو اختیار ہے کہ چاہے تو قبول کرلے یا لینے سے انکار کردے۔

نرم خوئی:

اسلام کی تجارتی اخلاقیات یہ ہیں کہ کاروباری زندگی میں تاجر حضرات جب لین دین کریں تو اس میں نرمی کا معاملہ کریں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

« رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى » (16)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جس نے بیچتے، خریدتے اور اپنا حق مانگتے وقت نرم خوئی کا مظاہرہ کیا۔

مرابحہ میں گاہک سے پیشگی رقم لی جاتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر گاہک بعد میں معاہدے سے انحراف کرے تو اسلامی بینک کو ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جاسکے لیکن اس میں اسلامی بینکوں کو یہ کھلی چھٹی نہیں کہ وہ ساری کی ساری رقم جو سیکورٹی ڈیپازٹ کے عنوان سے لی گئی ہے، کی کٹوتی کرڈالیں بلکہ جتنا حقیقی نقصان ہوا ہے صرف وہی لینے کی اجازت ہے اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔(17)

باہمی تعاون:

مشکل اور مصیبت کی گھڑی میں مسلمان بھائی کی مدد کرنا دوسرے مسلمان کا فرض ہے خواہ اس مشکل کا تعلق حیات انسانی کے کسی بھی شعبے سے ہو اس سلسلے میں قرآن پاک کا عمومی اصول یہ ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (18)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ، ظلم وزیادہ میں مدد نہ کرو۔

اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ کاروباری زندگی میں اگر کسی کو نقصان ہو جائے تو اسے مل جل کر برداشت کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص کاروباری فریق نہیں اور پھر بھی تعاون کرتا ہے تو یہ اس کا ایثار ہے وگرنہ فریقین کی ذمہ داری ہے ہی کہ وہ اس مصیبت کی گھڑی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں، نہ کہ اپنا دامن بچا کر ایک طرف ہو جائیں۔

اسلامی بینکاری کے ایک اہم طریقۂ تجارت "شراکت" میں اس تعاون وتناصر کی تصویر خوب نمایاں ہوتی ہے، جس میں ہر شریک اپنے اپنے سرمائے کے تناسب سے نقصان کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے اور یوں وہ پریشانی جو ایک شخص پر آنی تھی، کئی اشخاص میں تقسیم ہو کر بڑی حد تک شرکاء کو اعصابی قوت فراہم کرتی ہے۔ مضاربت میں نقصان کی صورت میں مضارب کی محنت جاتی ہے تو سرمایہ فراہم کرنے والے کا نفع بھی جاتا ہے۔ بینکاری کے اس نظام میں اس تصور کی گنجائش نہیں کہ ایک شخص یہ کہے کہ سفید ہو یا سیاہ، مجھے ہر حال میں اپنی رقم منافع کے ساتھ چاہئے خواہ دوسرے کا دیوالیہ ہی کیوں نہ نکل آئے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بینکاری کے اس نظام میں اگر نفع چاہئے ہو تو نقصان کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ درس دیتا ہے کہ مال وزر کی دوڑ میں انہیں جائز ناجائز، حلال وحرام اور کسی کی مجبوری کی پرواہ کئے بغیر آگے نہیں بڑھنا چاہئے بلکہ انہیں یہ حکم دیتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جس قدر ہو سکے تعاون کریں۔

ماہرین شروع دن سے شراکت اور مضاربت کو ہی اسلامی بینکاری کی بہترین اساس قرار دیتے رہے ہیں لیکن افسوس کہ یہ تناسب بہت کم جبکہ اجارہ، مرابحہ اور شرکت متناقصہ کا تناسب زیادہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے شراکت مضاربت کے تناسب کو بڑھایا جائے تاکہ حقیقی اساس پر عمل کرنے سے بہتر نتائج سامنے آسکیں۔

شفافیت:

شریعت نے خرید وفروخت میں معلومات کی فراہمی پر بہت زور دیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ گاہک کو جس قدر معلومات حاصل ہوں گی، اسی قدر وہ دھوکے سے محفوظ رہے گا۔ اسلامی بینکاری میں ایک اہم طریقہ تمویل "مرابحہ" ہے جس میں کسی بھی چیز کی خرید وفروخت ہوتی ہی اس بناء پر ہے کہ گاہک کو پہلے بتا دیا جاتا ہے کہ اس چیز کی قیمت اتنی ہے اور اس پر منافع اتنا ہے۔ محمد عبید اللہ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

In Murabaha, both Parties to the transaction must be known the Cost and Profit or markup.(19)

ترجمہ: مرابحہ میں فریقین کو اصل قیمت اور اسپر منافع کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔

اگر فروخت کنندہ اصل قیمت یا لاگت کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیتا ہے تو امام مالکؒ کے ہاں خریدار کو اختیار ہے کہ وہ عقد منسوخ کردے تاوقتیکہ فروخت کرنے والا اصل قیمت اور غلط بیان کردہ قیمت کو واپس نہ کردے۔ اگر وہ واپس کر دیتا ہے تو اب یہ عقد صحیح ہوگا۔(20)

درج بالا بحث کی روشنی میں اسلامی بینکوں میں رائج عقد مرابحہ شفافیت میں اپنی مثال آپ ہے جس میں گاہک سے ڈھکا چھپا کچھ بھی نہیں۔

ممنوعات:

اسلامی نظام بینکاری میں روپیہ پیسہ کی مسابقت میں اس بات کی اجازت نہیں کہ شریعت کی تمام حدود کو پامال کر دیا جائے بلکہ اسلامی بینک اس بات کے پابند ہیں کہ وہ شریعت کی ممنوعات کا مکمل احترام کریں۔

بدی سے اجتناب:

اسلامی بینک صرف تعمیری اور پیداواری مقاصد میں حصہ لیتے ہیں اور ہر اس سرگرمی سے اجتناب کرتے ہیں جو کہ بدی پر مبنی ہو۔ منور اقبال لکھتے ہیں:

They cannot finance any Project which conflict with moral value system of Islam. For Example, They will not finance a wine factory, a casino, a night club or any other activity which is prohibited by Islam or is known to be harmful for the society in this respect Islamic banks are somewhat

similar to Ethical Fund now becoming popular in the western world.(21)

ترجمہ: اسلامی بینک کسی بھی ایسے منصوبے میں تمویل نہیں کرتے جو کہ اسلام کے اخلاقی اقدار سے متصادم ہو مثال کے طور پر اسلامی بینک شراب کی فیکٹری، جوئے خانے، نائٹ کلب اور کوئی بھی ایسی سرگرمی جس سے اسلام میں منع کیا گیا ہو، تمویل نہیں کرتے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلامی بینک اخلاقی فنڈز سے مشابہت رکھتے ہیں جو کہ اب مغربی دنیا میں شہرت حاصل کر رہے ہیں۔

غرر سے اجتناب:

فقہی اصطلاح میں غرر ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس کا انجام نامعلوم ہو علامہ قرافی مالکیؒ فرماتے ہیں۔ "غرر کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ چیز حاصل بھی ہو سکے گی یا نہیں؟ مثلاً پرندہ ہوا میں اور مچھلی پانی میں "(22)

کسی معاملے میں غیر یقینیت ،اہم معلومات کا چھپانا، دھوکہ دہی اور فراڈ بھی غرر کے زمرے میں آتا ہے۔

اسلامی مالیات میں ایسے تمام معاملات ناجائز جن میں غرر کا پہلو پایا جاتا ہو مثلاً لاٹری اور وہ تمام سکیمیں جن میں ٹکٹ، پرچی یا کوپن دیئے جاتے ہیں اور قرعہ اندازی کی بنیاد پر انعامات تقسیم کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ لاٹری میں ہر شریک اس بات کا امیدوار ہوتا ہے کہ اسے انعام مل سکتا ہے اور اس کے برعکس بھی، لہذا اس میں دونوں طرفیں، وجود اور عدم وجود برابر ہوتی ہیں لہذا یہ ناجائز ہے۔

اسلامی بینکوں کو مستقبلیات، سٹے بازی اور حصص کی بے دھڑک خریداری کی بھی اجازت نہیں تاوقتیکہ یہ واضح نہ ہو جائے کہ شرعی نقطہ نظر سے یہ معاملہ جائز بھی ہے یا نہیں۔ (23)

سود سے پرہیز:

اسلام نے کاروبار و تجارت میں ایک بڑا ہی سنہری اصول یہ بتایا ہے کہ تجارت حلال ہے اور سود حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (24)

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا۔

یہ آیت زر کے بدلے زر کے کاروبار کی نفی جبکہ اسی زر کے ذریعے اثاثہ جات پر مبنی تجارت کی اجازت دیتی ہے کہ قرض کی بنیاد پر اگر کوئی حقیقی اثاثہ معرض وجود میں آتا ہے یا اشیاء کا حقیقی طور پر لین دین ہوتا ہے خواہ وہ نقد پر ہو یا ادھار پر لیکن شرکاء اسی میں نفع و نقصان اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں تو یہ جائز ہے لیکن وہ تمام عقود جن میں قرض یا قرض کی دستاویز کا لین دین زیادتی کی بنیاد پر ہو،

ناجائزاور حرام ہے۔اس لئے کہ اسلام کے تجارتی ڈھانچے میں رقم کے بدلے رقم پر کسی قسم کی زیادتی جائز نہیں بلکہ قرض کے معاملے میں روپے پیسے کالین دین بالکل برابر ہوناچاہئے۔

اسلامی بینکاری کا بنیادی اور اولین مقصد سود سے گریز ہے لہٰذا وہ تمام رقم جو سودی راستوں سے حاصل ہوں ،اسلامی بینکوں کی آمدن کا حصہ نہیں ،اسلامی بینکوں پر لازم ہے کہ وہ تمام ایسی رقوم صدقہ کریں۔ میزان بینک کی سالانہ رپورٹ 2012 کے مطابق درج ذیل رقم صدقہ کی گئی اس لیے کہ شرعی لحاظ سے بینک اسے اپنی آمدن بنانے کامجاز نہیں۔رقم کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

Rupee, 0002012:

نمبر شمار	رقم کی تفصیل	رقم
1۔	گاہکوں سے جرمانہ کے طور پر لی جانے والی رقم	32,230
2۔	حصص پر منافع کی تطہیر	2,203
3۔	شریعہ سے متصادم آمدن	47,192
4۔	چیریٹی سیونگ اکاؤنٹ پر منافع	10,79
5۔	کل رقم	82,704

اسی طرح دبئی اسلامی بینک نے درج ذیل رقم صدقہ کی اس لئے کہ بینک کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ نے اسے ممنوع قرار دیا تھا۔رقم کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔(25)

2012-2011: Rupee, 000

نمبر شمار	اداروں کے نام	رقم؛2011ء	رقم:2012ء
1۔	شوکت خانم ہسپتال	2000	3500
2۔	انڈس ہاسپیٹل	2500	3500
3۔	سندھ انسٹیوٹ آف یورالوجی	2500	2500
4۔	چھیپا ویلفیئر ایسوسی ایشن	500	500
5۔	لیٹن رحمت اللہ بینوولنٹ ٹرسٹ	2000	3000
6۔	الشفاءٹرسٹ	500	
7۔	گھرکی ٹیچنگ ہسپتال		1500

8۔	چلڈرن کینسر ہسپتال		1000
9۔	فلڈ ریلیف	2000	
10۔	ڈیف اینڈ ڈمب ویلفیئر سوسائٹی		500
11۔	محمد قیصر		30
12۔	کوہی گوٹھ ہاسپیٹل		900
13۔	پاکستان کڈنی انسٹیوٹ (شفاء فاونڈیشن)		1500
14۔	کل رقم	12000	18,430

دور حاضر میں اگر کوئی شخص اپنا روپیہ پیسہ کسی روایتی بینک میں رکھواتا ہے تو جس پر ماہانہ سالانہ بنیادوں پر سود ملتا ہے۔ اسے سرمایہ کاری سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کا تصور معاشیات اسے سرمایہ کاری نہیں کہتا اس لئے کہ روپیہ پیسہ کی حیثیت آلہ مبادلہ کی جس کی بنیاد پر سرمایہ کاری وجود میں آتی ہے بشرطیکہ یہ حقیقی سرگرمی کا حصہ ہو وگرنہ خالی روپیہ پیسہ کسی کام کا نہیں لہذا اسلامی معاشیات کی رو سے روپیہ پیسہ جب کسی حقیقی سرگرمی کا حصہ بن جائے گا تو سرمایہ کاری کہلائے گا پھر اس حقیقی سرگرمی میں بھی تفصیل ہے کہ آیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے کہ ایک شخص لاکھوں روپے لگا کر روٹی پلانٹس لگاتا ہے تا کہ غریبوں کو سستی روٹی فراہم کی جاسکے جبکہ دوسرا شخص جوئے کا اڈہ بناتا ہے تو دونوں کی سرمایہ کاری میں زمین، آسمان کا فرق ہے ایک کا مقصد دنیاوی منفعت ہے جس کا حصول بھی موہوم ہے اور پھر اللہ کی ناراضگی تو ہے ہی سہی !اور دوسرے کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔

اسلامی بینکاری اور روایتی بینکاری میں فرق:

اسلامی بینکاری اپنی سوچ سے لے کر میدانِ عمل تک سودی بینک کاری سے جدا ہے۔ اخلاقیات اور ممنوعات کا تذکرہ تو گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے یہاں چند نکات بیان کئے جاتے ہیں جو اسلامی بینکاری کو سودی بینکاری سے ممتاز کرتے ہیں۔

خطرات کی منتقلی:

کاروبار و تجارت میں اتار چڑھاؤ کاروبار کا حصہ ہے کبھی اچھا وقت ہوتا ہے تو کبھی مندا، کبھی نفع ہوتا ہے تو کبھی نقصان اور اس کیفیت سے کوئی بھی کاروبار آزاد نہیں۔ لیکن افسوس کہ سودی بینکاری میں بینک اور رقم جمع کنندگان کو بہر صورت نفع درکار ہوتا ہے۔ رقم جمع کنندگان حق رکھتے ہیں کہ بینک کو نفع ہو یا نقصان، بہر صورت انہیں اپنے سرمائے کا سود چاہیے اور یہی حال بینک کا ہوتا ہے کہ سرمایہ کار کو خواہ ایک روپے کا منافع نہ ہو لیکن بینک کو سالانہ شرح سود ضرور ملنی چاہیے۔ بڑی اہم بات یہ ہے کہ قدرتی حالات

ایک جیسے نہیں رہتے لہٰذا ضروری نہیں کہ جس مقصد کے لئے قرض لیا گیا ہے وہ قرض اتنا بار آور ہو گا کہ اصل رقم بمع سود ادا ہو سکے۔ فرض کیا کہ کاروبار میں نقصان ہو جاتا ہے تو بینک کو اس نقصان سے کوئی غرض نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اس پر بھی آمادہ ہے کہ مقروض کی جائیداد کو ضبط کر لیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جس شخص نے زمین، سونا، چاندی، مکان وغیرہ بطور ضمانت بینک کے پاس گروی رکھوایا ہو گا وہ بھی نیلام ہو جائے اور نوبت یہاں پہنچے گی کہ یہ شخص کبھی بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہی نہ ہو سکے گا۔ (26)

منصفانہ نظام بینکاری:

اسلامی بینکاری کا نظام مساویانہ اور منصفانہ بنیادوں پر استوار ہے وہ اس طرح کہ اسلام کا تصور مال اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا کہ ایک شخص روپیہ پیسہ دیکر یہ شرط رکھ دے کہ بہر صورت ایک خاص رقم اسے منافع میں ملے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص نفع کا طالب ہے تو اسے نقصان بھی برداشت کرنا ہو گا(27) لہٰذا اسلامی بینکاری میں نہ تو رقم جمع کنندگان کو کوئی حق ہے کہ وہ بینک سے ایک لگی بندھی رقم کا مطالبہ کریں اور نہ ہی بینک کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ سرمایہ کار سے بہر صورت نفع کی رقم لے اگرچہ اس کاروبار میں نقصان ہی کیوں نہ ہو بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کاروبار میں نقصان ہو تو شراکت کی صورت میں شرکاء(بینک اور سرمایہ کار)اپنے اپنے سرمایہ کے تناسب سے اس نقصان کو مل کر برداشت کریں گے اور مضاربت کی صورت میں مضارب کی محنت ضائع جائے گی اور اسے کچھ نفع نہ ملے گا اور اگر یہ نقصان سرمائے تک جا پہنچا تو پھر اسے بینک اور گاہک برداشت کریں گے۔(28)

مستحکم نظام بینکاری:

اسلامی بینکاری کی یہ خاصیت ہے کہ یہ نظام دیرپا اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہے وہ اس طرح کہ بینک کے لئے نفع کا جواز صرف اس وقت ہوتا ہے جب سرمایہ کاری کا منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہو۔ لہٰذا بینک ہر منصوبے میں بذات خود دلچسپی لیتا ہے اس سے بینک اور آجر کے مابین نہ صرف تعلقات بہتر ہوتے ہیں بلکہ منصوبے کی کامیابی کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں اور اگر نقصان ہوتا ہے تو سرمایہ کار، بینک اور گاہک مل کر اسے برداشت کرتے ہیں۔(29) لہٰذا نہ تو سرمایہ کار اپاہج بن کر گھر بیٹھتے ہیں اور نہ ہی بینک دیوالیہ ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس سودی بینکاری میں بینک کو اس سے غرض نہیں کہ جس منصوبے کے لئے قرض حاصل کیا گیا ہے۔ اس میں نفع ہوتا ہے یا نقصان اس لئے کہ دونوں صورتوں میں بینک کو حق ہے کہ وہ اصل سرمائے پر سود کا مطالبہ کرے گا لہٰذا بینک کی عدم مداخلت اور عدم دلچسپی کی بناء پر منصوبے کی کامیابی کے امکانات کم ہوں گے۔ فرض کیا کہ منصوبے میں نقصان ہوا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو سرمایہ کار دیوالیہ ہو گا یا پھر بینک اور اگر منصوبہ کامیاب ہوتا ہے تو اس کامیابی میں یہ راز مضمر ہے کہ سرمایہ کار سرمائے کے سود کو کاروباری اخراجات کی طرح ایک خرچ سمجھتے ہوئے اسے شی کی قیمت میں شامل کرتا ہے

جس سے شی کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور یوں عوام الناس جب مہنگی اشیاء خریدتے ہیں تو بینکوں کی وساطت سے حاصل ہونے والا سود دوبارہ صنعتکار سے ہوتا ہوا بینک کے پاس جا پہنچا تا ہے۔

اثاثہ جات پر مبنی نظام بینکاری:

روایتی بینک زر کا لین دین کرتے ہیں وہ عوام الناس سے رقوم وصول کرتے ہیں اور سود پر قرض فراہم کرتے ہیں۔ لیز (Lease) کے معاملات میں اگرچہ ان کا تعلق اشیاء سے بھی ہوتا ہے لیکن وہاں بھی بینک قیمتوں کی وصولی اور ادائیگی ہی کرتے ہیں اشیاء کے ساتھ بینک کا ذاتی تعلق نہیں ہوتا اس لئے کہ بینک ان کے خطرات برداشت نہیں کرتے اس کے برعکس اسلامی بینک اشیاء کا کاروبار کرتے ہیں وہ اجارہ، مرابحہ اور شرکت متناقصہ کی بنیاد پر اثاثہ جات فراہم کرتے ہیں[30] اثاثہ جات پر مبنی فائنانسنگ (Financing) ملکی معیشت میں ترقی کی ضمانت ہوتی ہے اس لئے کہ اسلامی بینک جو اثاثہ اپنے گاہک کو فراہم کرتا ہے اس اثاثہ سے متعلق تمام کاروبار ازخود پروان چڑھتے ہیں۔ مثلاً اسلامی بینک اگر اپنے گاہک کو گھر فراہم کرتا ہے تو اس کے ساتھ سیمنٹ اور لوہے کی انڈسٹری کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

نتائج وسفارشات:

1۔ اسلامی بینکاری نظریاتی اور اصولی مباحث کی حد تک ایک بہترین لائحہ عمل ہے۔ اگر ان بنیادوں پر کما حقہ بینکاری کی سرگرمیوں کو بجالایا جائے تو بیش بہا نتائج متوقع ہیں۔

2۔ عملی بنیادوں پر متعدد مقامات پر بہت ہی عمدہ اصولوں پر مبنی بینکاری کی سرگرمیاں منظر عام پر آئی ہیں مثلاً سودی قرضہ جات کی عدم فراہمی، غیر شرعی مقامات پر عدم سرمایہ کاری لیکن متعدد مقامات پر اصلاح کی ضرورت ہے۔ مثلاً شراکت و مضاربت کے تناسب کو بڑھانا، خرید و فروخت میں محض رقوم کی ادائیگی کی بجائے عملی تجارت میں حصہ لینا وغیرہ وغیرہ۔

3۔ اسلام کے فلسفہ معیشت کے اہداف کی تکمیل کے لئے بہت ضروری ہے کہ بینک کے معمولی اسٹاف سے لے کر اعلیٰ درجے کے عہدیدار انتخاب تک، دینداری کو ترجیح دی جائے اس لئے کہ دین سے بیزار شخص کبھی بھی بلند مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے مادی مفادات کو قربان نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنے ادارے کے لئے صحیح معنوں میں کارگر ہو سکتا ہے۔

4۔ بینک کے مالکان، شیئر ہولڈرز کی بھی اس حوالے سے دینی تربیت ضروری ہے کہ اسلامی بینکاری کی ترویج اور اس کے بلند مقاصد کی خاطر اگر انہیں بعض اوقات کچھ مادی مفادات کی قربانی دینی پڑے تو دینی چاہیئے وگرنہ اس نظام سے بھی حقیقی نتائج کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ مثال کے طور پر اگر ارتکازِ دولت کا

خاتمہ اور غربت میں کمی ضروری ہے تو لازم ہے بینک مالکان اپنے منافع کا تناسب کم رکھیں اور متوسط طبقے کے منافع کا خاص خیال رکھیں۔

حواشی

1 -عبد الرحمن یسری، **دور المصارف الاسلامی** ،(مضمون)مشموله : **البنوك الاسلاميه ودورها في اقتصاديات المغرب العربی** ، لقمان محمد مرزوق ،المعهدالاسلامی للبحوث والتدريب ،جده ،2001ءص130

2 - Mabid Ali Aljarhi and Munawar Iqbal.(2001). Islamic Banking answers to some frequently asked questions, IRTI, Jeddah, P. 25.

3- Profit and Loss sharing Accounts

4- Philip Molyneux and Munawar Iqbal.(2005). Banking and Finencial System in the Arab World, Palgraue, New Yark P. 147.

5 - Ibid, P. 148.

6 - Siqqiq, Muhammad Nijatullah.(2006). Survey of State of Art in Islamic Banking and finance, IRTI, Jeddah, P.3.

7 - عثمانی، مفتی محمد تقی، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن کراچی،2010ء ص:25

8 -ماہنامہ بینات، صفر1385ھ جولائی1965ء ص:8، 40

9 - Molyneux and Mnawar. Profit and loss,p. 148

10 - Ibid

11 -ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، جلد2، حدیث(2247)، ص755

12 -الزحیلی، وھبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد4، دار الفکر، دمشق،1985ء، ص261

13 -سورۃ بنی اسرائیل:34

14 - AAOIFI. Murabaha Standard, 2/5/3 and 2/5/4, P- 118.

15 - Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions. (1429 H, 2008). Istina'a and Parallel, Istisna'a, standard, 2/211, Bahrain P- 165.

16 -بخاری، صحیح بخاری، جلد3، حدیث(2076)، ص387

17 - AAOIFI. Murabaha Standard, 2/3, P- 141.

18 -سورۃ المائدہ:2

19 - Mohammad Obaidullah.(2005). Islamic Financial Services,K.A.U, P.78.Retrived from www.aucif,com/wp.content/upload/2012, 10th Oct,2012, 11:20 Am.

20 -ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، جلد3، دار الحدیث، قاہرہ،2004ء، ص230

Munawar Iqbal, and Philip. Profit and loss. P. 152.- 21

22 -ابوالعباس شہاب الدین الصنا بجی المعروف بالقرانی، الفروق، جلد 3، دار المعرفہ، بیروت، ص 264

Muhammad Hanif. Islamic Banking & finance, Theory and Practices, - 23
p. 22, 23.Retrived from http://ssrn.com/abstract=1731551. 25th Nov, 2012. 9:39 pm

24 -سورۃ البقرۃ: 275

Source:DIB Annual Report 2012,p-20- 25

Frequunly Mabid Ali Al-Jarhi and Munawar Iqbal, Islamic Banking Answers to some- 26
asked questions,P.29

27 -ابو داود، سنن ابو داؤد، جلد 3، حدیث (3508)، ص:284، الترمذی، سنن ترمذی، جلد 3، حدیث (1285)، ص 573، ابن ماجہ
، سنن بن ماجہ، جلد 2، حدیث (2243)، ص 754

Munawer Iqbal,Ausaf Ahmed and Triqullah Khan.(1998). Challenges Facing Islamic - 28
Jeddeh,P-5,Banking, IRTI

Kahaf,Ausaf Ahmed and Sami Homud.(1998). Islamic banking and Monzer- 29
Jeddah, P-9.,development an alternative banking concept. IRTI

Muhammad Ayub.(2007). understanding Islamic Finance,John Wily & sons,London, - 30
P-82.